بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائلِ شبِ براءت

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا ط واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیما کثیراً کثیراً .

اما بعد !

فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ط مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ط اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ. (الذاریات:۵۶،۵۷،۵۸)

(صدق اللہ العظیم)

میرے قابلِ احترام بزرگو! اس وقت آپ کی خدمت میں اس مہینے میں آنے والی مبارک رات جسے شب براءت کہتے ہیں اور جو ۱۵/ شعبان کی رات ہوتی ہے، اس کے فضائل کا خلاصہ اور لُبِ لُباب سرکارِ دوعالم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں انشاء اللہ تعالیٰ عرض کروں گا۔ خلاصہ میں دو باتیں آئیں گی کچھ باتیں وہ ہیں جو کرنے کی ہوں گی اور کچھ باتیں ایسی ہوں گی جن کا تعلق نہ کرنے سے ہوگا، اور زیادہ تر یہی باتیں ہوں گی جو نہ کرنے کی ہوں گی، ہمیں ابھی سے عمل کی بات پر عمل کرنے کی نیت کر لینی چاہئے اور اس نیت سے سننا اور بیٹھنا چاہئے کہ جو باتیں کرنے کی بتائی جائیں گی حسبِ استطاعت، حسبِ قوت اور حسبِ فرصت انشا اللہ ہم ان کو کریں اور جو باتیں بچنے اور نہ کرنے کی ہیں اور گناہ کی ہیں ان سے ہم مکمل طور پر بچیں گے، اگر پہلے سے وہ گناہ اور وہ کام ہم سے ہو رہے ہیں تو ان سے ابھی سے توبہ کر کے اُٹھیں، اور اگر پہلے نہیں کئے ہیں تو یہ نیت کر لیں کہ ہم آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ تازندگی نہیں کریں گے۔

ہمارے دین میں یہی دو قسم کی باتیں ہیں کہ فلاں فلاں کام کرو اور فلاں کاموں سے بچو، دونوں قسم کی باتوں پر عمل کرنا ہر مومن کی ذمہ داری ہے، یہ نہیں کہ کرنے کی چند باتوں پر تو عمل کرے مگر اس کے ساتھ ساتھ گناہوں میں بھی ڈوبا رہے، ایسا شخص کامل مؤمن نہیں ہے اور ہمیں کامل

مؤمن بننا چاہئے اور کامل مؤمن بننے کیلئے دونوں پر عمل کرنیکی ضرورت ہے ،کرنے کی باتوں کو کرے اور بچنے کی باتوں سے بچے ،غلطی ہو جائے تو توبہ کرے۔

پانچ راتوں کی فضیلت

یہ مبارک رات جو آرہی ہے ،معمولی نہیں ہے بڑی عظیم الشان رات ہے ایک حدیث میں ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رحمت کائنات جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سال کے اندر پانچ راتیں ایسی ہیں کہ جو مسلمان خواہ وہ مرد ہو یا عورت ان پانچ راتوں میں جاگے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت کے واجب ہونے کا فیصلہ لکھ دیتے ہیں ۔(الأصبهاني، الترغيب و الترهيب)

مؤمن کی زندگی کا مقصد چار باتیں ہیں

یہ بات آپ حضرات کو معلوم ہے کہ ہر مسلمان کی زندگی کا خلاصہ اور اس کی زندگی کا مقصود اصلی چار چیزیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول

(۲) جنت کا نصیب ہونا

(۳) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنا

(۴) جہنم سے آزادی حاصل کرنا

ان چار کاموں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا کے اندر بھیجا ہے اور ہر مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے یہ چار باتیں کریں۔ مرنے سے پہلے پہلے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہو جائے اور وہ جنت کا مستحق بن جائے ۔اس کی ناراضگی سے بچ جائے اور دوزخ سے آزادی کا پروانہ حاصل کرے اس طرح ان چاروں باتوں کو حاصل کرے اور ان چار باتوں کو حاصل کرنا چوبیس گھنٹے ہمارے اختیار میں ہے جس طرح کھانا ،پینا ہمارے اختیار میں ہے ایسے ہی ان چاروں کو حاصل کرنا بھی ہمارے اختیار میں ہے، اس کا طریقہ وہی ہے جو میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ جن کاموں کو کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو ہم بجا لائیں اور حسبِ موقع ان کو انجام دیتے رہیں جہاں کہیں کمی کوتاہی ہو جائے بلا تاخیر فوراً توبہ اور استغفار کر کے اس کمی کو دور کرنے کی کوشش میں لگے رہیں، کیونکہ انسان غلطی کا پتلا ہے ،کہیں نہ کہیں بھول ہو جاتی ہے اور کہیں نہ کہیں غلطی ہو ہی جاتی ہے، اس کا تدارک یہ ہے کہ جہاں غلطی ہو جائے فوراً توبہ کرے اور معافی مانگے اور آئندہ بچنے کی پوری کوشش کرے۔ بہرحال ! ہر جگہ ہر کام میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں ،کھانے کے اندر بھی ،پینے کے اندر بھی ،سونے اور اٹھنے کے اندر بھی ،کاروبار کے اندر بھی ، ملازمت اور

زراعت کے اندر بھی، تجارت، صنعت وحرفت کے اندر بھی، غرض ہر جگہ یہ دونوں باتیں ہیں کہ فلاں کام کرو اور فلاں کام سے بچو، مومن کا ایمان ہر وقت اس سے یہی کہتا ہے کہ اے مومن! دیکھ! یہ گناہ ہے اس سے بچ، اور یہ نیکی ہے اس کو کر اور بجالا، نیکی مت چھوڑ اور بدی کے قریب مت جا، نیز اللہ نے ہر عمل کے بدلہ کا اعلان بھی فرمایا ہے کہ فلاں کام کرو گے تو تم جنت کے مستحق ہو جاؤ گے اور فلاں کام کرو گے تو تم اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا ہو جاؤ گے، وہ کام سارے گناہ ہی گناہ ہیں، حرام اور ناجائز کام ہیں، ہر گناہ خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو انسان کو دوزخ کی طرف لے جانے والا ہے، نیکی چاہے کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو آدمی کو جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

إِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْكِذْبَ فُجُوْرٌ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ.

ترجمہ

''بیشک سچائی نیکی ہے اور نیکی جنت کی طرف لیجاتی ہے، اور بیشک جھوٹ گناہ ہے اور گناہ (آدمی کو) جہنم کی طرف لے جاتا ہے''۔ (مشکوٰۃ)

فضائل شبِ براءت

جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا کہ اس رات کے بارے میں دو باتیں عرض کرونگا، کچھ باتیں کرنے کی ہیں اور کچھ بچنے کی ہیں، کرنے کی باتیں اللہ کی رضا کا باعث ہیں اور جو گناہ کی باتیں ہیں وہ سب اللہ کے غضب کا باعث ہیں اور دوزخ میں لے جانے کا ذریعہ ہیں ان سے بچنا ضروری ہے سال کی پانچ راتوں میں سے یہ شب براءت بھی ایسی مبارک رات ہے کہ اگر کوئی اس رات میں جاگے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے جس طرح شریعت میں ہے، اور اُس طرح نہ کرے جیسے یہاں رائج ہے، اس طرح عبادت کرے جیسی عبادت سنت سے ثابت ہے، اُس طرح نہ کرے جس کا ہمارے ماحول و معاشرہ میں رواج ہے، تو اس کی فضیلت یہ ہے کہ ایسے عبادت گزار کو اللہ تعالیٰ لازمی طور پر جنت کا مستحق بنادیں گے۔

پانچ راتوں کی عبادت، اور جنت کی ضمانت

ان پانچ راتوں میں سے ایک رات تو یہی شبِ براءت ہے، دوسری شب قدر ہے، تیسری عیدالفطر کی رات، چوتھی بقرعید کی رات اور پانچویں ۹ ذی الحجہ کی رات ہے، افسوس! ہم نہ عید کی رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، نہ بقرعید کی رات میں جاگتے ہیں، ان راتوں کو تو یونہی

بازاروں کے اندر گھوم پھر کر ضائع کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے، لیکن یادر کھئے کہ یہ دوراتیں بھی بڑی مبارک ہیں، اس میں بھی آدمی کو کچھ نہ کچھ جاگنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے، گناہوں سے بچنا چاہئے، سال میں یہ پانچ راتیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی اپنی عبادت سے ان کو زندہ رکھے تو اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنتی ہونے کا پروانہ ضرور عطافرمادیتے ہیں۔

شبِ براءت کی دوسری فضیلت

اس رات کی دوسری فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات کے اندر بڑے اہم اہم فیصلے فرماتے ہیں، وہ اہم فیصلے اس طرح سے فرماتے ہیں کہ جو کچھ اس دنیا کے اندر ہونا تھا اور ہر انسان کے ساتھ ہونا تھا اللہ پاک نے وہ سب انسانوں کو پیدا کرنے سے پہلے بلکہ اس دنیا کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے لوحِ محفوظ میں لکھ دیا تھا کہ دنیا بنے گی اس میں اتنے انسان ہونگے، اور اتنا عرصہ دنیا میں رہیں گے، فلاں دن، فلاں وقت، فلاں فلاں کام کریں گے، اللہ پاک نے ان سب کی پوری تفصیل اور پوری کفیت لوحِ محفوظ میں تحریر فرمادی، اسے شریعت کی اصطلاح میں ''تقدیر'' کہتے ہیں۔

شبِ براءت میں سال بھر کے امور کا فیصلہ

سال بھر میں جو کچھ دنیا میں ہونا ہے اور جس جس کے ساتھ جو کچھ ہونا ہے وہ اگرچہ لوح محفوظ میں پہلے سے لکھا ہوا ہے لیکن شبِ برأت میں اللہ پاک لوح محفوظ سے نقل کروا کر ان فرشتوں کے حوالہ کر دیتے ہیں جن کی یہ ڈیوٹی ہوتی ہے کہ اپنے اپنے وقت پر وہ ان امور کو سرانجام دیں جو انہیں لکھ کر دیئے گئے ہیں، چنانچہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ پندرھویں شعبان کے اندر یہ فیصلہ ہو جاتا ہے اور اسے لوحِ محفوظ سے نقل کر کے فرشتوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے کہ فلاں وقت فلاں شخص کی روح قبض کرنی ہے اب اس کا نام مُردوں کی لسٹ میں لکھ دیا گیا اور وہ یہاں کاروبار کر رہا ہے، کھا پی رہا ہے، سو رہا ہے، جاگ رہا ہے، چل پھر رہا ہے اور سالہا سال کے منصوبے بنا رہا ہے، اس کو یہ معلوم نہیں کہ میرا نام مُردوں میں لکھا جا چکا ہے، اسی طرح اگر کسی کے ساتھ کوئی حادثہ ہونا ہے، کسی کا کاروبار فیل ہوتا ہے، کسی کا کاروبار چمکتا ہے، کسی کی شادی ہوتی ہے، کسی کو طلاق ہوتی ہے، کسی کے اولاد ہوتی ہے، یا کسی کو تنزلی کا شکار ہونا ہے، کسی کو عزت ملنی ہے یا کسی نے ذلیل ورسوا ہونا ہے، یہ سب کچھ لوحِ محفوظ میں پہلے سے لکھا ہوا ہے لیکن کسی کو کچھ معلوم نہیں اور ہر کام اپنے اپنے وقت پر ہوتا رہتا ہے۔

یہ وہ اہم فیصلے ہیں جو اس رات لوحِ محفوظ سے نقل کر کے فرشتوں کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں کہ تم ان کو انجام دو۔

شبِ براءت میں دعا کی قبولیت

ایک طرف تو یہ بات ہے اور دوسری طرف یہ بھی ہے کہ اس رات میں اللہ پاک نے ایک بہت بڑی رحمت رکھی ہے کہ اس رات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، یوں تو اللہ تعالیٰ ہر رات رات کے تہائی حصہ میں اپنے بندوں کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں اس وقت جو بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض و مناجات کرتا ہے اور دعائیں مانگتا ہے اللہ پاک اس کی مناجات اور دعائیں قبول فرماتے ہیں۔

روزانہ قبولیتِ دعا کی گھڑیاں

چوبیس گھنٹے میں دو وقت ایسے خاص ہیں کہ اگر اس وقت کوئی دل سے دعا مانگے تو اللہ پاک اس کی دعا رد نہیں فرماتے ایک رات کے آخری حصہ کی دعا اور ایک فرض نمازوں کے بعد کی جانے والی دعا یعنی جب امام سلام پھیر دے اسوقت اگر کوئی دعا مانگتا ہے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے اسی طرح رات کے تہائی حصہ میں جو دعا کی جاتی ہے وہ بھی اللہ کے ہاں قبول ہوتی ہے، رد نہیں ہوتی۔

مصائب کے آنے اور دعا کے قبول نہ ہونے کی وجہ

اللہ تعالیٰ دن میں پانچ مرتبہ ہمیں قبولیتِ دعا کا موقعہ عطا فرماتے ہیں اور ہر رات کے آخری حصہ میں یہ دولت ہمیں عطا فرماتے ہیں، ہماری نالائقی ہے کہ فرضوں کے بعد بھی ہم دعا میں توجہ اور دھیان نہیں دیتے جس کے ہم بے انتہا محتاج ہیں، ہم میں سے ہر آدمی پریشان ہے، ہر آدمی مصیبتوں میں مبتلا ہے، ہر آدمی کے ذہن میں بڑے بڑے افکار ہیں اور ہر آدمی چاہتا ہے کہ مجھے سکون کی زندگی ملے اور میری ساری پریشانیاں دور ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کے دور کرنے کے لئے دن کے پانچ اوقات میں قبولیتِ دعا کا اعلان فرمایا ہے، لیکن ہم نے غفلت اور بے دھیانی میں انہیں گنوا رکھا ہے اور سلام پھیرتے ہی طوطے کی طرح رٹے رٹائے دعا کے چند کلمات پڑھے اور اُٹھ کر چل دیئے، اُٹھک بیٹھک کی طرح نماز پڑھی اور بھاگ لئے اور رہا رات کے آخری حصہ کی دعا کی قبولیت کا وقت؟ سو وہ خراٹوں اور نیند کی کروٹوں میں گزر جاتا ہے حالانکہ پہلے مسلمانوں کا یہ دستور تھا کہ نماز کے لئے دنیا کے سارے کام چھوڑ کر انتہائی آرام وسکون اور خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتے تھے، یہی مطالبہ آج بھی ہم سے ہمائے دین وایمان کا ہے وہ لوگ دعا خوب توجہ اور دھیان سے مانگتے تھے اور تہجد میں اٹھنے کا عام معمول تھا، مسلمانوں

کے کسی محلّہ سے گزر ہوتا تو کہیں سے تلاوتِ قرآن کی آواز آتی اور کہیں سے ذکر کی آواز آتی، کہیں سے دعا میں رونے کی آواز آتی، کیا خوب کہا کسی نے ؎

شب کی آہیں نہ رہیں   قلب کے نالے نہ رہے

نہ رونے والا سینہ رہا نہ آہیں کھینچنے والے دل رہے، وہ سب رخصت ہوگئے، رات ٹی وی دیکھنے یا نیند کے خراٹوں میں گزاردی، اور نمازِ فجر قضا کرکے پڑھی، تو بتایئے ایسی صورت میں دعا کیسے قبول ہوگی؟ ہم اللہ کی رحمت کے مستحق کیسے ہوں گے؟

دعا کی قبولیت کے لئے دوشرطیں

قبولیتِ دعا کے لئے دوشرطیں ہیں جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

قبولیتِ دعا کی پہلی شرط

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ کھانا پینا حلال کا ہو۔

جس آدمی کا کھانا پینا حلال کا نہیں ہوگا اس کی دعا نہ شبِ قدر میں قبول ہوگی، نہ شبِ عید و بقرعید میں قبول ہوگی، نہ رمضان میں قبول ہو گی، کیونکہ حلال کھانا قبولیتِ دعا کے لئے شرط ہے جیسے نماز کی صحت کے لئے وضوشرط ہے کوئی شخص بغیر وضو کے کتنی ہی پیاری نماز پڑھے اور کتنے ہی خشوع وخضوع سے نماز ادا کرے اس کی نماز درست نہیں ہوگی ایسے ہی جس نے

حرام کھایا ہوگا یا پیا ہوگا اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔

حدیث میں ہے کہ دوآدمیوں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی جب بھی وہ دعا کرتے ہیں انکی دعا ضرور قبول ہوتی ہے ایک باپ کی دعا اپنی اولاد کے حق میں اور دوسرے مسافر کی دعا کہ یہ بھی ضرور قبول ہوتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک دوسری حدیث ہے کہ ایک آدمی کا بڑے لمبے لمبے سفر کرتا ہے، سفر کے طویل ہونے کی وجہ سے اس کے کپڑے بھی غبار آلود ہیں، سر کے بال بھی غبار آلود اور پراگندہ ہیں، ایسی خاکساری کی حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کے سا منے ہاتھ پھیلاتا ہے اور یارب یارب کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں کرتا ہے اور صورت حال یہ ہے کہ اس کا کھانا بھی حرام ہے اس کا پینا بھی حرام ہے اس کا لباس بھی حرام کا ہے تو فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لَهٗ الدُّعَاءُ اس کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے۔ (مسلم عن ابی ہریرہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کی دعا جس کی قبولیت میں کوئی شک نہیں، یہ بھی تب قبول ہوتی ہے جب وہ حلال کھائے اور حرام سے بچے۔

حرام آمدنی کی مختلف صورتیں

آج حرام خوری کا بڑا دروازہ کھلا ہوا ہے، سودی بینکوں کے اندر لوگ جو فکسڈ ڈپازٹ رکھتے ہیں اس کے اندر بنام نفع جو کچھ بھی وصول کرتے

ہیں وہ خالص سود ہوتا ہے، اصل رقم سے زائد جو اضافی رقم ملتی ہے وہ سود ہوتی ہے، انعامی بانڈز کے اندر انعام کے نام پر جو رقم ملتی ہے وہ بھی خالص سود ہوتی ہے اسی طرح انشورنس کے اندر جمع کرائی گئی اصل رقم سے جتنی زائد رقم ملتی ہے وہ سود اور جوئے پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔

اسی طرح رشوت لینے دینے کا ہمارے یہاں عام رواج ہے اور پگڑی سسٹم بھی ہمارے یہاں بہت عام ہے جس میں رسید بدلوائی اور پگڑی کی رقم حرام اور قطعاً ناجائز ہے۔

دیکھئے! معاملات وغیرہ کی کتنی صورتیں ہیں جو میں نے آپ کو بتائی ہیں، یہ ہمارے معاشرے میں عام ہیں جبکہ یہ سب حرام خوری کے دروازے ہیں اور یہ سب سود خوری کے دروازے ہیں، جب آدمی حرام کھائے گا، حرام پیئے گا، اور حرام آمدنی سے لباس پہنے گا تو نہ اس کی نماز قبول ہوگی، نہ اس کا حج قبول ہوگا، نہ روزہ قبول ہوگا، نہ اس کی دعا قبول ہوگی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے حرام کا ایک لقمہ حلق سے نیچے اتارا اور وہ لقمۂ حرام اس کے حلق سے نیچے اتر گیا تو چالیس دن تک اس کے نہ فرض قبول ہوں گے، نہ نفل قبول ہوں گے اور نہ دعا قبول ہوگی۔

قبولیتِ دعا کی دوسری شرط

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ دل سے دعا کرے یعنی وہ ہمہ تن دعا میں متوجہ ہو، اس کا دماغ اور اس کا ذہن اس کے سب اعضاء پوری طرح اس طرح متوجہ ہوں کہ وہ اللہ کا محتاجِ محض ہے، اور دل میں یہ بات ہو کہ میں اس سے عرض کر رہا ہوں اور وہ میری دعا ضرور قبول کریں گے، اگر اس یقین کے ساتھ پوری توجہ، انہماک اور دھیان سے دعا کی جائے اور اس کے ساتھ پہلی شرط کا بھی لحاظ رکھا جائے تو اس کی دعا ان شاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

قبولیتِ دعا کا مطلب اور غلط فہمی کا ازالہ

دعا کی قبولیت کا مطلب بھی ذرا سمجھ لیں ہم دعا کی قبولیت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے مانگا ہے وہ ملے، اگر وہ مل گیا تو سمجھو دعا قبول ہوگئی اور اگر مطلوبہ چیز نہ ملی تو گویا دعا قبول ہی نہیں ہوئی یہ صحیح نہیں ہے۔

قبولیتِ دعا کی تین صورتیں

ہماری شریعت میں دعا کی قبولیت کا مطلب یہ ہے کہ تین باتوں میں سے کوئی ایک چیز حاصل ہو جائے، اگر تین میں سے کوئی ایک چیز مل گئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دعا قبول ہوگئی۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ جو مانگ رہا ہے بعینہ وہی چیز انسان کو

مل جائے ،مثال کے طور پر کاروبار مانگ رہے ہیں کاروبار چمک جائے ، ملازمت مانگ رہے ہیں ملازمت مل جائے ، رشتہ ڈھونڈ رہے تھے رشتہ مل جائے ،غرض! مطلوبہ چیز کامل جانا قبولیتِ دعا کی علامت ہے۔

(۲) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو مانگتے ہیں وہ نہیں ملتا بلکہ اس کے بدلے یہ ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت ، حادثہ ، پریشانی یا سانحہ جو ہماری قسمت میں لکھا ہوا تھا، جو ہمارے ساتھ ہونے والا تھا اس دعا کی بدولت اللہ جل شانہ اس کو دور فرما دیتے ہیں ،بعض مرتبہ آدمی چھوٹی سی بیماری سے شفاء کی دعا کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ بڑے آپریشن سے اس کی جان بچا دیتے ہیں ، یہ بھی دعا کی قبولیت کی ایک صورت ہے۔

(۳) قبولیتِ دعا کی تیسری صورت یہ ہے کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ بندہ کی دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر دیتے ہیں یعنی بندہ جو دعا مانگتا ہے اسکی مراد دنیا میں بظاہر پوری نہیں ہوتی تاہم اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو رد بھی نہیں فرماتے بلکہ اس پر قبولیت کی مہر لگا کر اس کے نامۂ اعمال میں درج کر دیتے ہیں ، جب آخرت کا دن آئے گا اللہ پاک اس وقت اس کا اجر وثواب بندہ کو عطا فرمائیں گے کیونکہ دنیا کی زندگی تو بہرحال گزر جاتی ہے آدمی اس میں جیسے تیسے گزارہ کر لے گا لیکن آخرت میں وہ ایک ایک نیکی کا محتاج ہوگا اس وقت اللہ تعالیٰ اس کو اجر وثواب عطا فرمائیں گے اور دعا کی بدولت آخرت کی

نعمتیں عطا فرمائیں گے ، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ بہت سے لوگ جب آخرت میں پہنچیں گے تو وہاں ان کو بہت سی نعمتیں حاصل ہوں گی وہ حیران ہوں گے کہ ہم تو اتنے نیک نہیں تھے اور یہ اتنی نعمتیں اللہ پاک نے ہمیں کیسے عطا فرما دیں ، ہماری کونسی نیکی کا یہ بدلہ ہیں؟ فرشتے جواب میں کہیں گے کہ تم دنیا میں جو دعائیں مانگا کرتے تھے ان میں جو دعائیں تمہاری قبول نہیں ہوتی تھیں وہ دعائیں اللہ تعالیٰ نے یہاں ذخیرہ کر رکھی ہیں ، آج ان کے بدلے یہ محلات مل رہے ہیں ، یہ باغات مل رہے ہیں ، یہ نہریں مل رہی ہیں ، یہ چمن مل رہے ہیں ، یہ سب تمہاری ان دعاؤں کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جو دنیا میں قبول نہیں ہوئیں ، یہ دیکھ کر لوگ کہیں گے کاش ہماری ایک دعا بھی دنیا میں قبول نہ ہوتی ، وہاں لیکر کیا کیا؟ یہاں ملتا تو سب سے بہتر تھا اس لئے کہ وہاں جو ملا وہ فنا ہوگیا جبکہ یہاں کی نعمت تو باقی اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

بہرحال! دعا کی قبولیت کا یہ مطلب بھی ہے کہ دنیا میں تو مراد نہیں ملتی لیکن آخرت میں اس کے بدلہ نعمتیں ملتی ہیں۔

دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے

اب اصل بات سنو! جب ہم ذکر کردہ دو شرطوں کے ساتھ دعا کریں گے تو اگر ہماری تقدیر میں کوئی ضرر اور نقصان لکھا ہوگا ، کوئی خسارہ لکھا

ہوگا، کوئی حادثہ یا کوئی مصیبت لکھی ہوگی، کوئی پریشانی یا نقصان لکھا ہوگا، کوئی آفت لکھی ہوگی، تو دعا ایسی چیز ہے جو تقدیر کو بدل دیتی ہے ایک طرف تو لوحِ محفوظ سے سال بھر میں پیش آنیوالے واقعات و حادثات نقل کروائے جارہے ہیں، اور دوسری طرف دعا کا دروازہ بھی کھول رکھا ہے بلکہ خصوصیت سے کھولا جارہا ہے اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ عام دنوں میں تورات کے آخری تہائی حصہ میں قبولیت کا دروازہ کھلتا ہے لیکن اس رات میں قبولیت کا دروازہ مغرب کے بعد سے کھل جاتا ہے اور صبح صادق تک برابر کھلا رہتا ہے نہ صرف کھلا رہے گا بلکہ حدیث میں ہے کہ ساری رات فرشتے یہ اعلان کرتے ہیں کہ کوئی ہے روزی مانگنے والا کہ ہم اس کو روزی دیں، کوئی ہے عافیت مانگنے والا کہ ہم اس کو عافیت دیں، کوئی ہے ہم سے اولاد مانگنے والا کہ ہم اس کو اولاد دیں، کوئی ہے رشتہ مانگنے والا کہ ہم اس کو رشتہ دیں، کوئی ہے عزت مانگنے والا کہ ہم اس کو عزت دیں، اس طرح کے اعلانات مغرب سے لے کر صبح صادق تک برابر ہوتے رہتے ہیں۔

کتنی بڑی رحمت اور کتنی بڑی فضیلت اللہ پاک نے ہمیں عطا فرمائی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اپنی تقدیر بھی بدلوا سکتے ہیں اور دعائیں مانگ مانگ کر ہم اپنی مصیبتیں ٹلوا سکتے ہیں ہماری قسمت میں اگر خیر نہیں ہے اور عزت نہیں ہے، عافیت نہیں ہے، صحت نہیں ہے اور خیر نہیں تو آج کی شب دعا مانگ

مانگ کر خیر لکھوالو، وہ اعلان کررہے ہیں بس آپ کے مانگنے کی دیر ہے، اُدھر سے قبولیت میں دیر نہیں ہے، مگر انہی دو شرطوں کے ساتھ دعا قبول ہوگی جو اوپر ذکر کی گئی ہیں، نیز قبولیت کے وہ تین معنی بھی ذہن میں رہنے چاہئیں جو ابھی ذکر کئے گئے ہیں۔

شبِ براءت میں بندگانِ خدا کی جہنم سے آزادی

اس مبارک رات کی تیسری فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پوری رات میں اپنے بندوں کو اپنی رحمت کے طفیل دوزخ سے آزاد کرتے ہیں اور ہزار دو ہزار نہیں، لاکھ دو لاکھ نہیں، کروڑ دو کروڑ نہیں بلکہ ان گنت اور بے شمار انسانوں کو جہنم کی آگ سے رہائی عطا فرماتے ہیں، اس کی مثال حدیث میں یوں دی گئی ہے کہ عرب میں بنو کلب ایک قبیلہ تھا ان کے یہاں بھیڑ بکریاں بہت زیادہ تھیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبیلہ بنو کلب کی بھیڑ بکریوں کے جسم پر جتنے بال ہیں ان بالوں کی تعداد سے زیادہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ اس رات میں دوزخ سے بری فرماتے ہیں لہٰذا یہ رات مغفرت کی بھی ہے، اس لئے اس رات میں بخشش بھی مانگنی چاہئے، مغفرت بھی مانگنی چاہئے، اور یوں دعا کرنی چاہئے، یا اللہ! میری، میرے والدین، میرے دادا دادی اور میری ساس وسسر اور اوپر تک جتنے مسلمان گزر چکے ہیں ان سب کی

اوران کی نسل میں جتنے مسلمان وفات پا چکے ہیں انکی اور جو آئندہ آئیں گے ان سب کی بخشش فرمادے اس کے بعد پھر یوں کہیں کہ یا اللہ! حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر آج تک جتنے مسلمان اس دنیا سے جا چکے اور جتنے موجود ہیں اور جتنے قیامت تک آئیں گے، مرد ہوں یا عورت، انسان ہوں یا جنات، ان سب کی مغفرت فرما، ان سب کی بخشش فرما اور سب کے درجات بلند فرما اور سب کو دوزخ سے بری فرما، بھئی! اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے کہ مرنے والے کو بھی ان سب کا ثواب دیدیں، اس کا ثواب معلوم ہے کہ کتنا ہے؟ جتنے انسانوں کے لئے ہم نے دعا کی ہے اتنے انسانوں کے ساتھ ہم نے نیکی کی ہے، کسی نے ہم سے نہیں کہا کہ ہمارے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا کر دینا، ہم اللہ کے لئے کر رہے ہیں تو ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنے سے اربوں کھربوں نیکیاں اسی لمحہ آپ کے نامۂ اعمال میں ان شاء اللہ درج ہو جائیں گی، بلکہ اگر کوئی خوش نصیب انسان یہ معمول بنالے، روزانہ پچیس مرتبہ یا ستائس مرتبہ یہ دعا کرلیا کرے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

ترجمہ

''اے اللہ! تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں، تمام

مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کی مغفرت فرما دیجئے''۔

اور نیت یہ ہو کہ سارے مسلمان مرد اور ساری مسلمان عورتیں، انسان و جنات کی مغفرت ہو جائے یہ چھوٹا سا لفظ ہے لیکن اگر کوئی شخص روزانہ کم از کم پچیس مرتبہ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کرنے والے کو مستجاب الدعوات بنادیں گے، یعنی اس کا پہلا انعام تو یہ ہوگا کہ یہ جب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے گا، اس کی دعا قبول ہو جائے گی، اللہ پاک اس کو مستجاب الدعوات بنادیں گے۔

دوسروں کے لئے دعا کرنا رزق پانے کا ذریعہ ہے

دوسروں کے لئے دعا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں داخل فرماتے ہیں کہ جن کی بدولت اور جن کے طفیل اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو روزی عطا فرماتے ہیں، تو جن کے طفیل دوسروں کو روزی ملتی ہے کیا خود انہیں نہیں ملے گی؟ نہیں نہیں، بلکہ انہیں پہلے ملے گی اور اس کے طفیل دوسروں کو بھی ملے گی، اس میں دنیا کا بھی فائدہ ہے اور آخرت کا بھی فائدہ ہے۔

لفظ ''روزی'' کا مفہوم

شریعت اور دین میں جب روزی کا لفظ آتا ہے اس سے صرف دال روٹی مراد نہیں ہوتی، بلکہ اس سے انسان کی دنیا اور آخرت کی ہر ضرورت مراد

ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور آخرت کی ہر ضرورت غیب سے پوری فرمائیں گے، بلکہ اس کے ذریعے اوروں کو بھی رزق دیں گے اور ان کی تمام ضروریات وحاجات پوری فرمائیں گے، یہ بڑی عظیم دعا ہے اس مبارک رات میں جہاں ہم اپنے والدین اور اہل وعیال کے لئے مغفرت کی دعا کریں تو کل مومنین اور کل مومنات اور کل مسلمین وکل مسلمات کے لئے بھی دعا کرنا نہ بھولیں، اس میں ہمارا بھی فائدہ ہے اور ان کا بھی فائدہ ہے۔

شبِ براءت میں کوئی خاص عبادت مقرر نہیں

چوتھی بات یہ ہے کہ اس مبارک رات کے اندر شریعت میں کوئی خاص عبادت مقرر نہیں جس کا جس عبادت میں زیادہ دل لگے سنت کے مطابق اس کو انجام دے، جس کا تلاوت میں دل لگے وہ تلاوت کرتا رہے، جس کا ذکر میں دل لگے وہ ذکر کرتا رہے، جس کا دعا میں دل لگے وہ دعا کرتا رہے، جس کا نفلوں میں دل لگے وہ نفل پڑھتا رہے، جس کی قضا نمازیں رہتی ہوں وہ قضا نمازیں پڑھتا رہے، یہ بھی عبادت ہے، جس کا صدقہ دینے کو دل چاہے وہ صدقہ دیتا رہے۔

الغرض! شریعت میں اس رات کی کوئی خاص عبادت مخصوص اور

مقرر نہیں۔

شبِ براءت کی عبادت کے لئے پھیلائے گئے اشتہارات کی حیثیت

یہ میں اس لئے عرض کررہا ہوں کہ اس رات میں آپ کو اشتہارات تقسیم ہوتے ہوئے نظر آئیں گے اور ہوسکتا ہے کہ آپ کے پاس بھی کوئی نہ کوئی اشتہار پہنچ جائے جس میں مختلف مقاصد کے لئے خاص خاص طریقوں سے نوافل پڑھنے کا طریقہ لکھا ہوگا، اور ان کے بڑے بڑے فضائل درج ہوں گے، وہ کسی معتبر سند سے ثابت نہیں، نہ ان کی یہ فضیلت ثابت ہے، نہ ان کا یہ طریقہ ثابت ہے، سنت کے مطابق ہم جس طرح روزمرہ نفلیں پڑھتے ہیں اسی طرح اس رات میں بھی نفلیں پڑھنی چاہئیں، لیکن جو نمازیں ہم روزمرہ پڑھتے ہیں اکثر ''تو چل میں آیا'' والی اُٹھک بیٹھک ہوتی ہے، اس طرح کی نماز تو روزمرہ میں بھی ناجائز ہے، ہم بجائے سو نفلوں کے صرف دو نفل پڑھیں لیکن وہ دو نفل ایسی پڑھیں کہ گویا وہ زندگی کی آخری دو رکعتیں ہیں، یہ دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہوں گی اُن ایک ہزار رکعت سے جو بغیر خشوع وخضوع کے جلدی جلدی اُلٹی سیدھی ادا کی گئی ہوں، اس لئے بیشک کم نوافل پڑھیں لیکن بڑے آرام، اطمینان اور سکون سے ادا کریں۔

شبِ براءت گزارنے کا طریقہ

اب میں آپ کو یہ رات گزارنے کا طریقہ بتاتا ہوں کہ ہم اس رات کو کیسے گزاریں، یہ طریقہ مسنون یا ضروری نہیں ہے، تجربہ سے نافع اور مفید ہے، اور وہ یہ ہے کہ ۱۴ رشعبان کو صبح اشراق کے بعد خوب نیند کرلیں اس نیت سے کہ رات کو ہم زیادہ سے زیادہ عبادت میں لگ سکیں، اور دن بھر کام کاج بھی زیادہ محنت والا نہ کریں اور ظہر کے بعد قیلولہ کریں یعنی دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد گھنٹہ پون گھنٹہ لیٹ جائیں، نیند نہ آئے تب بھی لیٹ جائیں، قیلولہ سے عجیب وغریب طبیعت میں نشاط پیدا ہوتا ہے اور عصر کے بعد اگر غسل کر کے نئے کپڑے پہن لیں تو بہت اچھی بات ہے، جیسے جمعہ کی تیاری کرتے ہیں ویسی ہی تیاری کرلیں اور خوشبو وغیرہ لگا کر مغرب کی آذان سے پہلے پہلے تیار ہو کر مسجد آجائیں، اگر اذان کے بعد بھی پہنچ جائیں تو کوئی حرج نہیں، یہ کوئی فرض واجب نہیں، میں صرف آسانی کے لئے عبادت کا طریقہ بتلا رہا ہوں، بہر حال! بہتر یہ ہے کہ آپ مسجد میں اذان سے پہلے پہلے پہنچ جائیں اور آذان ہوتے ہی سمجھ لیں کہ گویا اس رات کی رحمتوں کی موسلا دھار بارش شروع ہوگئی ہے، اور آپ مغرب کی نماز بڑے آرام وسکون سے ادا کریں اور نیت کرلیں کہ میں عشاء تک بنیتِ اعتکاف بیٹھوں گا، لہٰذا عشاء تک

نفلی اعتکاف کی نیت کرلیں، لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ عشاء تک اعتکاف کی نیت سے بیٹھنا کوئی اس رات کی خصوصیت نہیں ہے کسی بھی دن یہ نفلی اعتکاف کیا جاسکتا ہے۔

مغرب تا عشاء اعتکاف کی خصوصیت

مغرب تا عشاء اعتکاف کی فضیلت ازروئے حدیث یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مغرب کے بعد عشاء تک کسی بھی دن اعتکاف کرلے اور دورانِ اعتکاف کسی سے بات چیت نہ کرے اور نہ کسی قسم کی دنیا کی بات کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیتے ہیں، لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ہم اس رات میں اعتکاف کرلیں کیونکہ اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے، دنیا کی باتوں میں نہ لگیں، فرائض ونوافل ادا کریں، مغرب کی سنتوں کے بعد اوّابین کی چھ رکعتیں پڑھیں بلکہ یہ تو ہر روز پڑھنی چاہئیں۔

اوّابین کی فضیلت

اوّابین کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے اتنے گناہ معاف فرما دیتے ہیں جتنے سمندر کے جھاگ ہیں یعنی گناہ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں، لیکن آنحضرت ﷺ سے اوّابین کی جہاں چھ رکعتوں کا ثبوت

ہے وہاں بیس رکعت کا بھی ثبوت ہے ، اس لئے کبھی کبھی زندگی میں بیس رکعت بھی پڑھنی چاہئیں، اس سنت کو کون زندہ کرے گا؟ آپ ﷺ کی اُمت ہی زندہ کرے گی، خواتین وحضرات کا کام ہے کہ اس سنت کو بھی زندہ کرلیں، یہ رات بھی مبارک ہے اور عمل بھی مسنون ہے، لہٰذا کوشش کریں کہ مغرب کے بعد مسجد ہی میں رہیں اور بجائے چھ رکعت کے بیس رکعت پڑھیں ، اور آرام وسکون سے پڑھیں، ذرا سی دیر میں عشاء کی نماز کا وقت ہو جائے گا، اگر کوئی وقت بچ جائے تو دعا میں مصروف ہو جائیں جیسا کہ ابھی میں نے عرض کیا ہے کہ اس رات قبولیتِ دعا کا وقت مغرب سے ہی شروع ہو جاتا ہے اس لئے درمیان میں وقفہ وقفہ سے کوئی نہ کوئی دعا مانگتے رہیں یہاں تک کہ عشاء کا وقت ہو جائے، اسی طرح خواتین بھی گھروں میں یہی عمل دہرائیں تو اچھا ہے۔

عشاء کے بعد کے معمولات

عشاء کی نماز باجماعت ادا کریں اور معمول کے مطابق سنتیں اور نوافل پڑھیں، عشاء کی سنتوں کے بعد دونوافل تو عام ہی پڑھی جاتی ہیں لیکن اگر کوئی چار نفل پڑھ لے تو اس کو تہجد کا ثواب ملتا ہے یہ ایسا نسخہ ہے کہ آدمی بآسانی ساری زندگی تہجد کا ثواب حاصل کرسکتا ہے، وجہ اسکی یہ ہے کہ تہجد کا

اصل وقت عشاء کے فرضوں کے بعد سے صبح صادق تک رہتا ہے، تہجد کا اوّل وقت جائز وقت ہے اور شب کا آخر وقت افضل وقت ہے اس لئے بھائی! اگر آخر اور افضل وقت میں تہجد نہ پڑھ سکیں تو عشاء کے بعد ابتدائی جائز وقت میں ہی تہجد کی نماز پڑھ لیا کریں، البتہ اس میں سونا شرط نہیں ہے جیسا کہ عام لوگوں میں مشہور ہے کہ تہجد تو سونے کے بعد اُٹھ کر پڑھنی چاہئے تہجد کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے، تہجد رات کے آخری حصہ میں نوافل پڑھنے کا نام ہے، چاہے ساری رات جاگتا رہا ہو یا سوکر اٹھا ہو، لہٰذا بھئی! جب ہم پڑھ کر بھی سو سکتے ہیں تو کیوں نہ تہجد پڑھ کر سوئیں اس سے نفس بھی نہیں پھولے گا کیونکہ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھنے سے آدمی سمجھتا ہے کہ میں بڑا تہجد گذار ہوں اور میں بڑا عبادت گذار ہوں، یہاں کون اس کو عبادت گذار سمجھے گا، تو اچھا ہے کہ نفس نہ پھولے جتنا یہ پست ہوگا اتنا ہی اسکا ثواب بڑھے گا۔

تہجد کی رکعتوں کی تعداد

تہجد کیلئے بہتر یہ ہے کہ کم ازکم چار رکعت پڑھیں اور اس کا درمیانہ درجہ یہ ہے کہ آٹھ رکعت پڑھیں اور سب سے افضل اور بہتر درجہ یہ ہے کہ بارہ رکعتیں پڑھیں ، اور مزید اگر ہمت ،قوت،طاقت اور استطاعت ہو تو

صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھ لیں، اس لئے کہ یہ رات بھی مغفرت کی ہے اور یہ نماز بھی باعثِ مغفرت ہے۔

صلوٰۃ التسبیح سے دس قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کی وجہ سے دس قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور یہ سب کو معلوم ہے اور یہ رات بھی مغفرت کی ہے تو انشاء اللہ یہ سونے پہ سہاگہ ہو جائیگا، ویسے صلوٰۃ التسبیح بعد از مغرب بھی پڑھ سکتے ہیں اور بارہ بجے سے پہلے بھی، آپ اپنی اپنی سہولت دیکھ لیں میں نے آپ کو ایک مسنون عمل بتایا ہے اس کے بعد دعا بھی کرلیں اور یہ تمام اعمال کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں، اگر نزدیک کوئی ایسا قبرستان ہو جس میں کوئی میلہ ٹھیلا نہ ہو، جیسا کہ آج کل قبرستانوں کو سجایا جاتا ہے اور وہاں مَردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع بھی ہوتا ہے، ڈھولک، سارنگی اور قوالی بھی ہوتی ہے، جو کہ سب حرام اور ناجائز کام ہیں، ایسے قبرستان میں جانے سے پرہیز کریں، اس سے بہتر ہے کہ آپ گھروں کو چلے جائیں البتہ جو قبرستان سناٹے والا ہو، اور اس میں ایسی خرافات نہ ہوں اور آپ آسانی سے وہاں جا سکتے ہوں تو رات کو ۱۲ بجے سے پہلے یا ۱۲ بجے کے بعد چند منٹ کے لئے وہاں چلے جائیں۔

قبرستان کے آداب اور مروّجہ رسمیں

قبرستان جاکر سورہ فاتحہ اور ۱۲ دفعہ قل ھو اللہ پڑھ کر کم از کم تمام مُردوں کو اس کا ثواب بخش دیں اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کردیں۔

قبرستان جانا بھی نہ فرض ہے نہ سنت بلکہ یہ صرف مستحب ہے اور ہر سال قبرستان جانا بھی کوئی ضروری نہیں ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ سے شبِ براٗت میں قبرستان جانا زندگی میں صرف ایک یا دو مرتبہ ثابت ہے، جبکہ آپ کی زندگی میں شبِ براٗت تئیس مرتبہ آئی۔

میں یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ لوگوں نے اس کو فرض و واجب بنا رکھا ہے، انکے ہاں عشاء اور مغرب کی نماز بیشک فوت ہو جائے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ٹھٹھہ[1] نہ جائے، اس کا ناغہ نہ ہونے پائے، یہ غلط ہے اور جو لوگ وہاں جاتے ہیں وہاں انہیں سوائے میلے ٹھیلے کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، یاد رکھئے! یہ ناجائز ہے، اسکا کوئی ثبوت نہیں، یہ بالکل بے اصل اور من گھڑت طریقہ ہے جو لوگوں نے اپنی طرف سے اختیار کرلیا ہے اس سے بچنا چاہئے۔

شبِ براءت میں اہلِ خانہ کو عبادت کے لئے آمادہ کریں

پھر گھر جاکر اگر بآسانی ممکن ہو تو اپنے گھر کے افراد کو جمع کریں، سب مل کر سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کی تسبیحات پڑھیں اور

[1] ٹھٹھہ کا قبرستان معروف ہے اور بعض حضرات اس رات میں وہاں جانے کا بہت اہتمام کیا کرتے ہیں۔

درود شریف کی تسبیح پڑھیں بچوں کو بھی پڑھوائیں تاکہ انکی تربیت ہو، ہمارے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی معمول تھا، وہ بھی ہمیں اس رات میں بٹھایا کرتے اور ذکر کروایا کرتے تھے۔لیکن اگر سب جمع نہ ہوں، الگ الگ عبادت کریں تب بھی مقصود حاصل ہے، جمع ہونا ضروری نہیں ہے، عبادت میں دل لگانے کے لئے ہے۔

بچوں کو عبادت پر آمادہ کرنے کا طریقہ

چھوٹے بچوں کو عبادت کے لئے آمادہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ انکے لئے کوئی انعام مقرر کر دیں، اپنی اپنی حیثیت کے مطابق کسی کے لئے ایک روپیہ اور کسی کے لئے دو روپے اور کسی کے لئے پانچ روپے مقرر کر دیں، پھر دیکھیں کہ بچوں میں کیسا جوش آتا ہے اور بوڑھے بھی جوان ہو جائیں گے اور سب ذوق وشوق سے عبادت کریں گے، بچے بھی کروڑوں نیکیاں کما لیں گے بہرحال جب تک طبیعت میں نشاط ہو عبادت میں مصروف رہیں۔

تین جامع دعائیں

اس کے بعد اپنے گھر میں بیٹھ کر بھی دعا کریں، تین دعائیں بہت ہی جامع ہیں میں بتا دیتا ہوں ان میں جو سب سے جامع دعا ہے وہ قرآن میں ہے۔

پہلی دعا

پہلی دعا یہ ہے:

رَبَّنَـا اٰتِـنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.(البقرة: ۲۰۱)

ترجمہ

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بہتری عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بہتری عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا''۔

یہ جامع ترین دعا ہے۔

دوسری دعا

دوسری دعا یہ ہے کہ اے اللہ! نبیٔ کریم ﷺ نے دنیا اور آخرت کی جتنی بھلائیاں مانگی ہیں وہ سب آپ ہمیں عطا فرما دیں اور جن جن چیزوں سے آپ ﷺ نے پناہ مانگی ہے آپ ہمیں ان سب سے پناہ عطا فرما دیں، تمام مخلوقات کی دعاؤں کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اپنی اُمتوں کو تلقین فرمائی ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی دعائیں حضور ﷺ کی دعاؤں کے اندر ہیں کہ آپ ﷺ سے بڑھ کر نہ کوئی مانگنے والا ہوا ہے، نہ ہوسکتا ہے، جس طرح

آپ ﷺ امام الانبیاء ہیں ایسے ہی آپ ﷺ دعا مانگنے کے بھی امام ہیں، آپ کی بیشمار دعائیں ہیں، سب دعائیں آپ ﷺ نے مذکورہ دعا میں جمع فرمادی ہیں، یہ بہت ہی جامع دعا ہے، اس میں تمام خوبیاں ہیں اور تمام دعائیں اس کے اندر ہیں۔

تیسری دعا

تیسری دعا ان سب دعاؤں کا خلاصہ ہے اور وہ ہے عافیت کی دعا، یہ لفظ اگرچہ بہت چھوٹا سا ہے لیکن یہ ان ساری دعاؤں کا سردار ہے جیسے الحمدللہ جن کلمات سے اللہ تعالیٰ کا شکرادا ہوتا ہے ان سب کا سردار ہے، اسی طرح جن کلمات سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی جاتی ہے لفظ عافیت ان سب کا سردار ہے، ساری مخلوقات مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے، آخرت کی خیر مانگے، مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچنے کی دعا کرے اور ایک آدمی ایک طرف تنہا بیٹھ کر فقط عافیت کی دعا مانگے، یہ دعا ان سب دعاؤں پہ بھاری ہے۔

یہ تین دعائیں میں نے آپکو بتائی ہیں یہ اوّل وآخر اور درمیان میں کریں اور تہجد پڑھ کر بھی کریں پھر جب نیند آنے لگے تو زبردستی عبادت نہ کریں، اللہ تعالیٰ بڑے کریم ہیں ہماری کمزوریوں سے واقف ہیں انہوں

نے ساری رات جاگنا اپنی رحمت عطا کرنے کیلئے شرط قرار نہیں دیا۔

عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے سے رات بھر عبادت کا ثواب

جو مغرب کی نماز باجماعت پڑھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ وہ عشاء کی نماز بھی باجماعت مع تکبیر اولیٰ کے پڑھے گا اور جو عشاء کی نماز باجماعت تکبیر اولیٰ سے پڑھ لیتا ہے ازروئے حدیث اس کو آدھی رات جاگ کر عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لیتا ہے اسکو باقی آدھی رات جاگ کر عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے، روزانہ جو آدمی عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کا عادی ہوجاتا ہے تو ساری رات جاگ کر عبادت کرنے کا ثواب اسکے نامۂ اعمال میں لکھدیا جاتا ہے، اس لئے میں نے کہا کہ جب عبادت کے دوران نیند آنے لگے تو ایسی صورت میں زبردستی عبادت نہ کریں کیونکہ اب سونا نفع میں ہے، اب سوجانا بہتر ہے، تین ساڑھے تین گھنٹہ سوجائیں اس کے بعد پھر تہجد کے لئے بیدار ہوجائیں، بچوں کے علاوہ جو سمجھ دار ہوں انکو بھی جگالیں، وہ سب ضروریات اور حاجات سے فارغ ہوکر تہجد میں مشغول ہوجائیں، صلوٰۃ التوبہ پڑھ لیں اور گڑگڑا کر اپنی ساری زندگی کے گناہوں کی معافی مانگیں اور اس کے بعد دل میں جتنی بھی

دعائیں ہیں وہ مانگیں اور پھر کچھ تسبیحات پڑھ لیں، رات کا یہ آخری حصہ بڑا قیمتی ہے، یہ خاص وقت ہے اللہ کی رحمت کا، ویسے تو روزانہ یہ وقت قبولیتِ دعا کا مخصوص وقت ہے، لیکن اب یہ شبِ برأت کا آخری حصہ بھی ہے اس لئے اس وقت اللہ تعالیٰ سے خوب اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، قرضوں کی ادائیگی کی دعا مانگیں اور اپنے لئے حج وعمرہ کی دعا مانگیں، رشتوں کی دعا مانگیں، کاروبار میں برکت کی دعا مانگیں، رمضان کے روزوں کے اندر خیر و برکت کی دعا مانگیں، صحت وعافیت کی دعا مانگیں، دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیاں مانگ لیں اور یقین رکھیں کہ جو کچھ مانگا ہے وہ سب ہمیں مل گیا، یقین سے مانگو گے تو انشاء اللہ اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ جو مانگا تھا وہ مل رہا ہے، اسکے بعد پھر سحری کھالیں اور سیدھے مسجد میں آئیں، گھر میں نہ بیٹھیں، کیونکہ سحری کھاتے ہی نیند کا نشہ شروع ہو جاتا ہے اس لئے گھر بیٹھنے میں خطرہ ہے کہ کہیں نیند کے غلبہ میں جماعت نہ نکل جائے، اس لئے سیدھے مسجد میں آجائیں اور خواتین گھر میں مصلے پر بیٹھ جائیں وہ بھی ذکر اور دعا میں لگی رہیں یہاں تک کہ فجر کی آذان ہو جائے، مرد مسجد میں فجر کی نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھیں اور خواتین گھر میں اپنے اپنے وقت پر نماز ادا کریں، اس کے بعد اگر نیند نہ آرہی ہو تو اشراق پڑھ کر سو جانا بہتر ہے، اشراق پڑھ کر آپ رات بھر کی نیند پوری کرلیں، یہ رات گزارنے کا طریقہ ہے، انشاء اللہ

اسطرح سے یہ رات قیمتی بن جائے گی اور اس رات کے فضائل وبرکات انشاء اللہ ضرور حاصل ہونگے۔

بچنے کے کام

اب میں ایک دوسرا پہلو بیان کرتا ہوں جو باتیں اوپر ذکر ہوئیں وہ تو کرنے کی ہوئیں اور انکی فضیلتیں بھی اوپر بیان ہوگئیں اب میں مختصراً وہ باتیں بتلاؤں گا جن کو اس رات میں کرنا حرام اور ناجائز ہے، حضور اکرم ﷺ نے انکے بارے میں بتلا دیا کہ فلاں فلاں گناہ ایسے ہیں جنکی وجہ سے آدمی کی بخشش نہیں ہوتی اور کچھ گناہ وہ ہیں جو ہمارے معاشرہ کی پیداوار ہیں جن سے بچنا بھی ضروری ہے، جو بچے گا وہی اللہ کی رحمت کا مستحق ہوگا، اور جو گناہوں کو کرے گا تو اللہ کی رضا کا حقدار کیسے ہوسکتا ہے۔

شبِ براءت میں سات آدمیوں کی بخشش نہیں ہوگی

کئی احادیث کا خلاصہ بیان کرتا ہوں، چند احادیث میں آیا ہے کہ سات آدمیوں کی اس مبارک رات میں بخشش نہیں ہوتی الّا یہ کہ وہ توبہ کرلیں اور باز آجائیں اور معافی مانگ لیں تو پھر انکی بھی بخشش ہو جائیگی۔

(۱) مشرک کی اس رات میں بخشش نہیں ہوگی، سب جانتے ہیں کہ کفر وشرک تو بہت بڑا گناہ ہے، ایسے کافر کی بخشش نہیں ہوسکتی، ہاں

اگر کافر بھی توبہ کر کے کلمہ پڑھ لے اور مسلمان ہو جائے تو اسکی بھی بخشش ہو جائے گی۔

(۲) دوسرے اُس آدمی کی بھی بخشش نہیں ہوتی جو اپنے رشتہ داروں سے ناطہ توڑ دے اور ان سے قطع تعلقی اور قطع رحمی اختیار کرے۔

قطع تعلقی اور قطع رحمی ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے اس رات میں بھی قطع تعلقی اختیار کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی، لہٰذا جن کی رشتہ داروں میں لڑائی ہو جاتی ہے اور جھگڑا ہو جاتا ہے تو وہ قطع تعلقی برقرار رکھ کر ہمیشہ کے لئے میل جول نہ چھوڑیں، شریعت میں اسکی گنجائش نہیں۔

اگر لڑائی جھگڑا ہو جائے تو تین میں سے ایک کام کرو، اگر اپنی غلطی ہے تو معافی مانگ لو، دوسرے کی غلطی ہے تو بدلہ لے لو یا معاف کر دو، اسکی گنجائش نہیں ہے کہ قطع تعلقی برقرار رکھی جائے، اگر آپ کی غلطی ہے تو بلا تاویل اسکا اعتراف کر لو اور معافی مانگ لو، اور اگر دوسرے کی غلطی ہے تو اگر آپ میں ہمت ہے تو بدلہ لے لو ورنہ معاف کر دو، معاف کرنا بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ معافی کو پسند فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ

ترجمہ

اور جو شخص معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا اجر

اللہ پر ہے۔

معاف کرنیوالے کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اجر عطا فرمائیں گے، تو اجر ملنا بہتر ہے یا بدلہ لینا بہتر ہے؟ یقیناً اجر ملنا بہتر ہے، تو بہتری والا کام کیوں نہ کریں اس لئے معاف کرنا بہتر ہے لیکن اگر وہ نہ معاف کرے، نہ معافی مانگے، نہ بدلہ لے، تو پھر یہ شخص گنہگار ہوگا اور اسکا یہ عمل ناجائز ہے، اور لڑائی باقی رکھنا قطع رحمی ہے اور یہ ایسا بدترین گناہ ہے جس کی وجہ سے اس مبارک رات میں آدمی کی بخشش نہیں ہوتی۔

(۳) تیسرے نمبر پر کینہ رکھنے والے شخص کی بھی بخشش نہیں ہوتی، لڑائی جھگڑے میں عموماً کینہ پیدا ہو جاتا ہے اور کینہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل میں کسی کی برائی چاہے اور اس کو تکلیف پہنچانے کا اپنے اختیار سے منصوبہ بنالے کہ فلاں فلاں نے مجھے فلاں دن ذلیل و رسوا کیا تھا، لہٰذا میں بھی موقع ملتے ہی اس کو رسوا کروں گا، دل میں بدخواہی اور اپنے اختیار سے دل میں دوسرے کی برائی چاہنے کی جو خواہش پیدا ہوتی ہے اس کو کینہ کہتے ہیں، یہ حرام اور ناجائز ہے اور بہت بڑا گناہ ہے اور ایسا گناہ ہے کہ اس رات میں اس کی بخشش نہ ہوگی جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔

کینہ کا علاج

کینہ کا علاج بھی وہی ہے جو باتیں میں نے ابھی اس سے پہلے

بیان کی ہیں کہ یا تو اسکو معاف کردو یا اس سے معافی مانگ لو یا بدلہ لے لو اور اپنا اپنا دل صاف کرلو، اپنے دلوں کو صاف کرنا ضروری ہے، سابقہ طرز کا میل جول رکھنا ضروری نہیں ہے۔

(۴) چوتھے نمبر پر وہ آدمی ہے جو اپنی شلوار ٹخنے سے نیچے رکھتا ہو اور اس نے اس کی عادت بنا رکھی ہو، یہ بھی معاشرہ کا سنگین گناہ ہے، بچے سے لیکر بوڑھے تک ۹۹ فیصد ہر مسلمان مرد اس گناہ میں مبتلا ہے پینٹ پتلون تو ہوتی ہی ٹخنے سے نیچے ہے، اس کو کون اوپر رکھتا ہے، شلوار بھی عموماً ٹخنے سے نیچے ہوتی ہے اور جو تہبند باندھتے ہیں تو وہ بھی ٹخنوں سے نیچے باندھتے ہیں، یہ ہمارے دین میں کبیرہ گناہ ہے اور جب تک آدمی کا ٹخنہ ڈھکا رہتا ہے اس کو برابر اس کا گناہ ملتا رہتا ہے اور آخرت میں اس کا عذاب یہ ہے کہ پورے کے پورے ٹخنے جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے، حدیث مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ

ترجمہ

''تہبند (اور شلوار) کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے رہے گا وہ جہنم میں جائے گا''۔(مشکوٰۃ)

اور دنیا میں اسکا دوسرا وبال اور عذاب یہ ہے کہ شبِ برأت جیسی

مبارک رات میں بھی اسکی بخشش نہیں ہوتی، اسکی ایک وجہ یہ کہ ٹخنے چھپانا ہمیشہ سے کافروں کا طریقہ چلا آیا ہے جبکہ نبیوں کا طریقہ عبادت ہوتا ہے، کافروں کا طریقہ گناہ کرنا ہوتا ہے، حضور ﷺ کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں جتنے بھی کافر تھے وہ سب آپکی جان کے دشمن تھے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن تھے، اس سے بڑی دشمنی انکی کیا ہوگی کہ حضور ﷺ کو مکہ مکرمہ سے نکال دیا اور ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا، ہر لحاظ سے آپ کو ستایا، پریشان کیا، مکہ کے ان کفاروں کا یہ فیشن تھا کہ جو جتنا بڑا کافر اور سردار ہوتا تھا اتنا بڑا اس کا تہبند زمین پر گھسٹتا تھا اور بڑے آدمی کا تہبند بھی زیادہ زمین پر گھسٹتا تھا، یہ مشرکین کا طریقہ تھا، جبکہ نبیٔ اکرم ﷺ کی سنت یہ تھی کہ آپ کا تہبند آدھی پنڈلی پر ہوتا تھا، یہ بہتر طریقہ ہے ورنہ آدھی پنڈلی سے نیچے کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ کپڑا ٹخنوں سے اوپر اوپر رہے، ٹخنے چھپنے نہ پائیں، ٹخنے چھپانے کی شرعاً گنجائش نہیں کیونکہ یہ کافروں کا طریقہ ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ کا قصہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں اپنے چودہ سو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ تشریف لائے، آپ اور آپکے صحابہ مکہ سے باہر ٹھہر گئے، اہلِ مکہ کو اپنی آمد سے مطلع کرنے اور مذاکرات

کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ روانہ کیا، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکہ میں اپنے رشتہ دار بھی تھے اور بہت سی جائیداد بھی تھی اور اپنا گھر بھی تھا لیکن آپ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ جا چکے تھے، مکہ میں آپؓ اپنے چچا زاد بھائی کے یہاں ٹھہر گئے، رات انکے ہاں گزاری، صبح جب سردارانِ قریش سے مذاکرات کیلئے نکلے تو انکا تہبند سنت کے مطابق آدھی پنڈلیوں تک تھا، آپکے چچا زاد بھائی نے آپ سے یہ کہا کہ میں آپ سے یہ نہیں کہتا کہ آپ تہبند ٹخنوں سے نیچے کرلیں لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آدھی پنڈلی تک نہ رکھیں ذرا سا نیچے کریں، وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ مکہ کے بڑے بڑے سردار ہیں اور تمہیں تو سرداروں کی عادت و روایت اور طریقہ کا پتہ ہے، اگر وہ تمہارے تہبند کو آدھی پنڈلی تک اونچا دیکھیں گے تو تمہارا مذاق اڑائیں گے، اس لئے میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ ذرا سی دیر کیلئے تہبند ٹخنوں سے نیچے نہیں بلکہ صرف آدھی پندلی سے نیچے اور ٹخنوں سے اوپر کر لیجئے تاکہ تمہارے مذاکرات کامیاب ہوں اور تھوڑا سا بھرم ہمارا اور ہمارے خاندان کا بھی رہ جائے اور یہ اس لئے بھی تاکہ تمہاری بات میں وزن پیدا ہو، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو حضور ﷺ کے عشق میں سرشار تھے انہوں نے فوراً جواب دیا کہ مذاکرات کامیاب ہوں یا ناکام، وہ میرا مذاق اڑائیں یا عزت کریں، میں اپنے محبوب ﷺ کی سنت نہیں چھوڑ سکتا، میں

یہاں مذاکرات کی کامیابی کی ضمانت لے کر نہیں آیا، میں اپنے آقا کا نمائندہ بن کر آیا ہوں، میرے سر سے پیر تک جو بھی چیز ہے وہ میرے آقا کی سیرت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہونی چاہئے اور رہی عزت سو وہ صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ. (المنفقون : ۸)

اور عزت صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور اسکے رسول کا فرمانبردار ہوگا اسکو عزت ملے گی، ان کا راستہ چھوڑ کر عزت نہیں ملے گی، چاہے یہ مذاکرات کامیاب ہوں یا ناکام ہوں، یہ مجھے اچھا سمجھیں یا برا سمجھیں مجھے اسکی پرواہ نہیں ہے اور نہ میں ان کی خاطر اپنے محبوب کی سنت کو چھوڑ سکتا ہوں، یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قطعی جواب تھا۔

اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ چودہ سو سال پہلے کفار مکہ اور دشمنانِ اسلام کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اپنی شلواروں اور تہبند کو ٹخنوں سے نیچے رکھا کرتے تھے اور چودہ سو سال پہلے حضور ﷺ کی سنت اور صحابۂ کرامؓ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنے تہبند پنڈلیوں تک بلند رکھتے تھے، انکے تہبند ٹخنوں سے اونچے ہوتے تھے، تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنا کفارِ مکہ اور سردارانِ قریش کا طریقہ تھا اور آج کے دور میں انگریز کا فیشن دیکھ لیجئے، وہ بھی یہی ہے، ہمارے مسلمان

بچوں اور مَردوں نے جو آج کل پینٹ پتلون پہن رکھی ہے کیا یہ مسلمانوں کا لباس ہے؟ ہرگز نہیں یہ لباس مردود وملعون قوم انگریز کا ہے، اور بے غیرتی کے ساتھ ہم نے اسے قبول کرلیا ہے، غیرتِ ایمانی ہماری رخصت ہوگئی ہے اس لئے ہم نے بدترین قوم کا لباس اختیار کرر کھا ہے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

یعنی آج کے یہودی اور عیسائی مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں اور ہم یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی انکے پیچھے چل رہے ہیں، انکی غلامی کررہے ہیں، ان کا لباس عام پہنا جارہا ہے حالانکہ پینٹ پتلون کو تو کافروں کا لباس سمجھتے ہوئے معیوب سمجھنا چاہئے تھا، نہ یہ کہ اسکو اپنے جسم پر چڑھائیں، ہماری غیرت ہی رخصت ہوگئی آج بھی ہمارا جو سب سے بڑا دشمن ہے، اسلام کا دشمن ہے، مسلمانوں کا دشمن ہے، پاکستان کا دشمن ہے، اسکا لباس یہی پینٹ پتلون ہے جو آج مسلمانوں نے لاعلمی، جہالت اور ناواقفیت یا بے غیرتی کے ساتھ زیبِ تن کرلیا ہے، پاکستان کا قومی لباس کیا اچھا نہیں ہے؟ اگر کچھ غیرتِ قومی ہوتی تو قومی لباس پہنتے۔

بہرحال! ٹخنوں سے نیچے خواہ پینٹ ہو یا پتلون یا شلوار کا کپڑا، یہ ایسا گناہ ہے کہ اگر یہ گناہ نماز میں ہو تو نماز قبول نہیں ہوتی اور جب تک آدمی

کے ٹخنے چھپے رہتے ہیں وہ برابر گناہ گار رہتا ہے، لہٰذا مَردوں کو چاہئے کہ اپنے ٹخنے ہمیشہ کھلے رکھیں، مسجد میں بھی، نماز میں بھی، گھر میں بھی، بازار میں بھی، آفس میں بھی، تقریب وتفریح میں بھی، ہر حال میں ٹخنے کھلے رکھنا ضروری ہے، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ حکم صرف نماز کے لئے ہے، ہرگز نہیں بلکہ نماز اور نماز کے بعد ہر صورت میں یہی حکم ہے۔ جیسا کہ اوپر حدیث ذکر کی گئی ہے، اس میں حالتِ نماز اور غیر حالتِ نماز کا کوئی ذکر نہیں۔ ہاں خواتین کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ٹخنے چھپا کے رکھیں۔

(۵) نیز والدین کی نافرمانی کرنے والے شخص کی بھی بخشش نہیں ہوتی، والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار فرمایا ہے، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: ایک دن ہم نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے تین مرتبہ انتہائی تاکید کے ساتھ ہم سے فرمایا:

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ (اوقول الزور).

ترجمہ

''سنو! میں تمہیں بڑے گناہوں میں بڑے گناہ بتاتا

ہوں:

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانہ۔

(۲) ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

(۳) جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات کہنا۔“

(مسلم:۸۷)

نیز قرآن کریم میں جا بجا اللہ تبارک وتعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی نہ صرف ترغیب دی ہے، بلکہ اس کی تاکید بھی فرمائی ہے۔ اس لئے جو لوگ والدین کی نافرمانی میں مبتلا ہیں ان کے لئے یہ بڑی سخت اور سنگین وعید ہے کہ اس مبارک رات میں بھی ان کے گناہوں کی مغفرت نہیں ہوتی، لہٰذا ان پر لازم ہے کہ وہ بلا تاخیر اپنے والدین سے معافی مانگیں، اپنے قول وفعل سے ان کو راضی کریں اور جائز امور میں ان کی مکمل اطاعت وفرمانبرداری کریں۔

(۶) چھٹے نمبر پر شرابی انسان ہے، یعنی جو شراب پینے کا عادی ہو، اس رات اس کی بھی بخشش نہیں ہوتی، شراب نوشی شریعت میں حرام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی واضح الفاظ میں اس کی حرمت ارشاد فرمائی ہے:

كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ.

(أخرجه مسلم:۲۰۰۳)

ترجمہ

”ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور شراب حرام ہے“۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ. (أخرجه البخاري: ۵۵۷۵، ومسلم: ۲۰۰۳)

ترجمہ

”جو آدمی دنیا میں شراب پئے گا وہ آخرت کی شراب نہیں پی سکے گا اِلّا یہ کہ وہ توبہ کرلے“۔

(۷) ساتویں نمبر پر اس رات جس کی بخشش نہیں ہوتی وہ وہ انسان ہے جو ناحق کسی مسلمانوں کا خون بہاتا ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ”۱۰/ذی الحجہ ۹ھ“ کو بمقام منیٰ ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ، حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا. (أخرجه مسلم: ۱۶۷۹)

ترجمہ

”بلاشبہ تمہارے خون، تمہارے مال ومتاع، اور تمہاری عزتیں تم پر ایسے ہی محترم ہیں، جیسے آج کا یہ دن، جیسے

تمہارا یہ شہر، اور جیسے یہ مہینہ محترم ہے''۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أول ما يقضى بين الناس يوم القيامة في الدماء.

(أخرجه البخاري : ۲۵۳۳ ، و مسلم : ۱۶۷۸)

ترجمہ

''قیامت کے روز لوگوں کے درمیان سب سے پہلا فیصلہ ''خون'' کے متعلق ہوگا''۔

یہ سات گناہ وہ ہیں جن کے کرنے والے انسانوں کی بخشش اس شبِ مغفرت میں بھی نہیں ہوتی، لہٰذا ہم سب پر لازم ہے کہ ان سات گناہوں سمیت تمام گناہوں سے سچے دل سے گڑگڑا کر توبہ کریں اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کریں، اور جو کرنے والے کام ابھی بیان ہوئے ہیں وہ کریں اور جو نہ کرنے والے کا بیان ہوئے ہیں ان سے مکمل اجتناب کریں، تاکہ اس رات ہماری بھی مغفرت ہو جائے، ہمیں اللہ پاک کی خوشنودی اور حقیقی رضا حاصل ہو جائے، اور ہم دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہو جائیں، اللہ پاک ہم سب کو توفیقِ عمل عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆